سیرتِ نبویؐ اور مستشرقین

سلسلہ : تحریکِ استشراق: ایک تعارف (۵)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

سیرت کے بارے میں مستشرقین کے نقطۂ نظر اور رویوں کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور قرونِ وسطیٰ کے مستشرقین کا ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ کو' معاذ اللہ ! جعل ساز' مکار' فریبی اور جھوٹا نبی (impostor) تک قرار دیتے ہیں۔ دوسرے دور کا آغاز انیسویں صدی کے وسط سے ہوتا ہے۔ اس دور میں عام طور پیغمبر اسلام ﷺ کے اخلاص پر تو کسی شک کا اظہار نہیں کیا گیا' لیکن آپ کے دعوائے نبوت کو معصومانہ وہم (innocent delusion) قرار دیا گیا اور اس کا تعلق کسی نوع کے نفسیاتی خلل (psychological disorder) سے قائم کر دیا گیا۔ پہلے دور کا آغاز ساتویں صدی عیسوی کے پادری یوحنا دمشقی سے ہوتا ہے جبکہ ڈاکٹر محمد مہر علی (Mohar Ali) نے دوسرے دور کا آغاز تھامس کارلائل (Thomas Carlyl1795-1881) کو قرار دیا ہے۔[1]

اللہ کے رسول ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں مستشرقین کے پہلے دور کا رویہ ایسا ہے کہ معاصر مغرب کو بھی اس پر افسوس ہے۔ معروف مستشرق ڈاکٹر فلپ کے ہٹی (Philip Khuri Hittl 886-1978) نے اپنی کتاب Islam and the West مطبوعہ ۱۹۶۲ء میں Islam in Western Literature کے نام سے باقاعدہ ایک باب باندھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں قرونِ وسطیٰ کے مستشرقین کے بے ہودہ الزامات اور بے سروپا کہانیاں نقل کی ہیں۔ اس باب کا ترجمہ مولانا وحید الدین خان نے اپنی کتاب' شاتم رسول کا مسئلہ' میں نقل کیا ہے' جس کا خلاصہ ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

یوحنا دمشقی (Saint John of Damascus 676-749) وہ پہلا عیسائی عالم ہے کہ جس نے اسلام پر یہ طعن کیا کہ اسلام بت پرستی کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں ایک جھوٹے رسول کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دانتے (Dante Alighieri) نے اپنی مشہور نظم خدائی کامیڈی (Divine Comedy) میں پیغمبر اسلام ﷺ کو نوویں جہنم میں دکھایا ہے۔ قرطبہ کے ایک بشپ ایولوگیس (Saint Eulogius of Córdoba) نے لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی وفات کے بعد ان کے جسم کو کھانے کے لیے جنگلی کتے آئے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان کتوں کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ یہ افسانہ پہلے لاطینی زبان میں شائع ہوا اور بعد میں فرانس میں پہنچا تو ایک فرانسیسی شاعر نے اپنی ایک نظم میں یہ نقشہ کھینچا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی وفات کے بعد ان کے جسم کو جنگلی کتے اور سور دونوں کھانے آ رہے ہیں۔[2] معاذ اللہ ! ثم معاذ اللہ !

اسی طرح یہ کہانی بھی اہل مغرب میں صدیوں گردش کرتی رہی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا تابوت زمین اور آسمان کے مابین معلق ہے' کیونکہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ایک اور افسانہ تو اس قدر معروف ہوا کہ انگریزی ادب میں شامل ہو گیا اور وہ یہ کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک کبوتر کو تربیت دے رکھی تھی جو ہر وقت آپ کے کندھے پر بیٹھا رہتا اور وقفے وقفے سے جب آپ کے کان میں پڑا ہوا دانہ چگنے کے لیے چونچ مارتا تو آپ فرماتے کہ روح القدس اس کے ذریعے مجھے الہام کر رہے ہیں۔شیکسپیئر (William Shakespeare 1564-1616) نے اپنے ایک کردار کی زبانی اس قصے کو نقل کیا ہے۔شیکسپیئر سے بہت پہلے برطانوی شاعر جان لڈگیٹ (John Ludgate 1370-1451) تو اس کبوتر کے رنگ سے بھی واقف تھا کہ اس کا رنگ دودھیا سفید تھا۔ یہ واضح رہے کہ عیسائیوں کے ہاں کبوتر روح القدس کی علامت ہے مگر اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔فرانسس بیکن (Francis Bacon 1561–1626) نے پیغمبر اسلام ﷺ کو عطائی (mountebank) قرار دیا تو سیور ڈوریر(Sieur du Ryer) نے فرانسیسی میں محمد کا قرآن (The Alcoran of Mahomet) کے نام سے ترجمہ قرآن شائع کیا۔(۳)

سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے دوسرا دور کہ جسے مغرب علمی اسلوب اور رویے (academic scholarship) کا نام دیتا ہے' بھی اپنے مقاصد کے اعتبار سے پہلے دور سے قطعاً مختلف نہیں ہے۔اس دور کے نامور مستشرقین کے نزدیک بھی محمد ﷺ نہ تو اللہ کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں اور نہ ہی قرآن مجید کوئی آسمانی کتاب ہے۔ان میں بعض آپ کو مخلص گردانتے ہوئے وحی کے سلسلے کو خطائے حس (hallucination) قرار دیتے ہیں۔ان کے بقول پیغمبر اسلام ﷺ نے غار حراء میں امر واقعہ میں کسی فرشتے یا جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا بلکہ شدتِ فکر اور کثرتِ مجاہدہ سے آپ اس وہم میں مبتلا ہو گئے کہ آپ نے غار حراء میں کسی کو دیکھا ہے یا کسی نے وہاں آپ سے کچھ پڑھنے کو کہا ہے۔جبکہ مستشرقین کی ایک اور جماعت آپ کو محض ایک سماجی مصلح (social reformer) قرار دیتے ہوئے آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتی ہے۔یعنی وہ پیغمبر اسلام ﷺ کو ایک بہترین انسان یا اچھا قومی لیڈر ماننے کو تو تیار ہیں لیکن رسول یا نبی نہیں۔اس دور کے یہ سب مستشرقین الگ الگ راگ الاپنے کے باوجود اپنے مقصد میں یکسو ہیں اور وہ محمد ﷺ کی پیغمبرانہ حیثیت کا انکار کرنا ہے۔دوسرے دور کے معروف مستشرقین میں ہمیں الائے اسپرنگر' ولیم میور' صموئیل مارگولیتھ اور منٹگمری واٹ کے نام ملتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا اور ان کے افکار کا ایک جائزہ پیش کر رہے ہیں۔

الائے اسپرنگر (Aloys Sprenger) ۱۸۱۳۔۱۸۹۳ء

الائے اسپرنگر ایک آسٹرین عیسائی مستشرق تھا جو ۱۸۱۳ء میں پیدا ہوا' یونیورسٹی آف وی آنا (University of Vienna) سے طبی اور مشرقی علوم کی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد لندن چلا گیا۔ مسلمانوں میں عسکری علوم و فنون کی تعلیم و تربیت کی تاریخ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور ۱۸۴۳ء میں کلکتہ آ گیا اور یہاں دہلی کالج کا پرنسپل مقرر ہوا۔۱۸۴۸ء میں لکھنؤ آ گیا اور یہاں شاہی لائبریری کی فہارس تیار کیں۔

۱۸۵۰ء میں اسے ایشیائی سوسائٹی آف کلکتہ (Asiatic Society of Calcutta) کا سیکرٹری بنایا گیا۔۱۸۵۷ء میں سوئٹزرلینڈ کی یونیورسٹی آف برن (University of Bern) اور ۱۸۸۱ء میں جرمن یونیورسٹی ہائیڈل برگ (Heidelberg) سے تدریس کا تعلق قائم کیا۔۱۸۹۳ء میں فوت ہوا۔(۴)

الائے اسپرنگر نے ۱۸۵۱ء میں سیرت پر The life of Mohammad کے نام سے کتاب شائع کی۔علاوہ ازیں اس نے ہندوستان میں قیام کے دوران عربی اور فارسی کی بعض کتب کو ایڈٹ کر کے بھی شائع کیا۔ہمارے پاس اس کتاب کا جو نسخہ ہے وہ ۱۸۵۱ء میں 'الٰہ آباد' سے شائع ہوا۔کتاب ۲۱۰ صفحات پر مشتمل ہے جن میں سے شروع کے ۴۷ صفحات دورِ جاہلیت کی تاریخ کو بیان کر رہے ہیں۔(۵)

اسپرنگر کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ توہم پرستی میں مبتلا تھے۔وہ جنات پر یقین رکھتے تھے' فال نکالتے تھے اور جھاڑ پھونک کرتے تھے۔(۶) اسپرنگر جو تادمِ حیات رومن کیتھولک چرچ سے وابستہ رہا(۷)' اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید کو تو جنات پر یقین کی وجہ سے ہدفِ تنقید بنائے لیکن بائبل پر اس حوالے سے کوئی تبصرہ نہ کرے۔جہاں تک جنات کی بات ہے تو بائبل کے قدیم اور معاصر تراجم ان کے وجود کی تصدیق کرتے ہیں اگرچہ اس کے لیے عربی لفظ 'جن' کی بجائے شریر ارواح (evil spirits) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے' مثلاً لوقا کی انجیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے وہ شخص صحت یاب ہو کر جاتا تھا کہ جسے بدروح چمٹ گئی ہو۔(۸) علاوہ ازیں فال نکالنے کے بارے میں اگلے صفحے پر خود ہی اسپرنگر نے وضاحت کر دی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ صرف نیک فال لیتے تھے۔(۹) تو جب نیک فال لیتے تھے تو پھر کیا اعتراض باقی رہ گیا؟

اسپرنگر قرآن مجید کی آیت ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ (الضحیٰ) کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اپنے دعوائے نبوت سے پہلے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔(۱۰) اس کا کہنا ہے کہ چالیس سال کی عمر میں پیغمبر اسلام ﷺ کے ذہن میں اپنے آباء واجداد کے دین بت پرستی کے بارے میں کچھ شکوک وشبہات اور اوہام نے جنم لیا تو مسلمانوں نے اسے وحی کا نزول قرار دے دیا۔(۱۱) ہمارا کہنا یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں کوئی ایسی بات نقل نہیں ہوئی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ معاذ اللہ! بتوں کی عبادت کرتے تھے۔اس کی بہترین تفسیر جو علمائے اسلام کی ایک جماعت نے کی ہے' یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! آپ کے رب نے آپ کو گم راہ لوگوں میں پایا یعنی دورِ جاہلیت اور بت پرستی کے زمانے میں اور ہدایت دی۔بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو تلاشِ حق میں سرگرداں پایا اور ہدایت عطا فرمائی۔آپ ﷺ نبوت ملنے سے پہلے ملتِ ابراہیمی اور دین توحید پر تھے' اگرچہ دین ابراہیمی اپنی مکمل صورت میں محفوظ نہیں تھا اور نہ ہی شریعت اسلامیہ کا ابھی تک نزول ہوا تھا۔پس آپ نبوت سے پہلے تفصیلی ہدایت یعنی شریعت کی تلاش میں سرگرداں تھے اور اس کے لیے غارِ حراء میں قیام کے دوران دین ابراہیمی کی باقیات کے مطابق عبادت فرمایا کرتے تھے۔

اسپرنگر کا کہنا یہ بھی ہے کہ ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیے کہ محمد ﷺ کی غارِ حرا میں زید سے ملاقات ہوئی ہوگی جو دین حنیفیت پر تھے۔انہوں نے ہی پیغمبر اسلام ﷺ کے ذہن میں ایک خدا کا تصور ڈالا ہوگا اور ان کی اس طرف رہنمائی کی ہوگی کہ وہ سابقہ آسمانی کتابوں تورات اور انجیل کا مطالعہ کریں۔(۱۲) ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس بات کی

کوئی دلیل اسپرنگر کے پاس نہیں ہے' اور ہوگی بھی کہاں کہ غار حراء میں محمد ﷺ کی ملاقات زید سے ہوئی ہوگی اور پھر زید نے آپ کی ایک نئے دین کی طرف رہنمائی کی ہوگی۔ اسی لیے تو قرآن مجید ان لوگوں کے بارے کہتا ہے:

﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (الجاثية)

''ان کے پاس ان کے دعویٰ کی کوئی علمی دلیل نہیں ہے' یہ محض اٹکل پچو سے کام چلاتے ہیں۔''

اسپرنگر کا کہنا یہ بھی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اپنا زیادہ تر وقت غار حراء میں گزارتے تھے اور مکہ میں کبھی کبھی آتے تھے۔ مسلسل مراقبوں کی وجہ سے انہیں خواب میں کچھ نظر آنے لگا اور ایک دن انہوں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ انہیں کہہ رہا ہے کہ آپ پڑھیں!(۱۳) ہمارا کہنا یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے یہ کہنا قطعی طور پر غلط ہے کہ آپ اپنے اوقات کا اکثر حصہ غار حراء میں گزارتے اور مراقبہ کرتے تھے۔ صحابہؓ کے بیان کے مطابق آپ نبوت سے پہلے' سال میں صرف ایک مہینہ غار حراء میں قیام کرتے تھے۔(۱۴) بعض سیرت نگاروں کے مطابق آپ نے اپنی عمر کے اڑتیسویں سال سے اس کا آغاز کیا اور چالیسویں سال میں' جس مہینے میں آپ نے قیام فرمایا' وہ رمضان کا مہینہ تھا اور یہ تیسرا سال تھا کہ جس میں آپ نے غارِ حراء میں قیام فرمایا۔ اسی سال حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ اور پھر یہ کہ جب پہلی وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لائیں تاکہ معلوم کریں کہ معاملہ کیا ہے تو انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ محمد ﷺ نے جسے دیکھا ہے' وہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لایا تھا۔ جو پیغمبر اسلام ﷺ نے دیکھا' ورقہ بن نوفل نے نہ صرف اُس کے حق ہونے کی تصدیق کی بلکہ یہ بھی پیشین گوئی کی کہ آپ کی قوم آپ کو آپ کے گھر سے نکال دے گی اور آپ کی مدد کرنے کی شدید خواہش کا اظہار بھی کیا۔ اور یہ ورقہ بن نوفل وہ عیسائی عالم دین تھے جو دین عیسائیت میں بوڑھے ہوئے تھے اور انجیل کو اپنے ہاتھ سے عربی زبان میں لکھتے تھے۔(۱۵) آپ کے معاصر عیسائی عالم دین کو تو آپ سے ملاقات کے بعد یہ احساس نہ ہوا کہ محمد ﷺ نے غار حراء میں کوئی خواب دیکھا ہے' لیکن ۱۲ سو سال بعد ایک عیسائی مشنری کو یہ خواب آتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ خواب میں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور اسے حقیقت سمجھ لیتے تھے!

اسپرنگر نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ذہن میں دین اسلام تین مراحل سے گزر کر ایک نظامِ زندگی کی صورت میں سامنے آیا۔ پہلا مرحلہ تو یہ تھا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ذہن میں بت پرستی سے بیزاری پیدا ہونی شروع ہوئی اور انہوں نے اپنے آباء واَجداد کے دین بت پرستی کو شکوک وشبہات کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔(۱۶) دوسرے مرحلے میں مراقبات کی کثرت کی وجہ سے پیغمبر اسلام ﷺ کو وحی والے خواب نظر آنے لگے کہ جس میں بت پرستی کی مخالفت تھی تو انہوں نے بت پرستی کی مخالفت شروع کر دی۔(۱۷) اور اس مخالفت کے لیے وہ اپنی شاعری کو ذریعہ بناتے تھے۔ تیسرے مرحلے میں پیغمبر اسلام ﷺ نے یہود ونصاریٰ کی کتب کا مطالعہ کیا کہ ان سے اس بابت کوئی رہنمائی ملے' لیکن یہود ونصاریٰ سے مایوسی کے بعد انہوں نے ایک نیا دین متعارف کروانے کی طرف توجہ کی۔(۱۸) اس کا کہنا یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ خطائے حس (halucinations) کے عارضہ میں مبتلا تھے اور انہیں اپنے اس عارضہ کا اس شدت سے احساس تھا کہ

انہوں نے کئی مرتبہ مایوس ہو کر خودکشی کی بھی کوشش کی۔[۱۹] ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ سب اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ مطہرہ پر بہتان ہے اور اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ جہاں تک خودکشی کے بہتان کا معاملہ ہے تو اس کا پس منظر صرف اتنا ہے کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد اللہ کے حکم سے وحی کچھ عرصہ کے لیے رکی رہی اور اسے فترتِ وحی کا زمانہ کہتے ہیں۔ وحی کے نزول میں اس عارضی رکاوٹ نے آپ کی طبیعت میں اس قدر اضطراب اور بے چینی پیدا کر دی کہ بعض اوقات آپ یہ سوچتے کہ وحی کے بغیر زندگی کا کیا فائدہ؟ اس سوچ اور فکر کا سبب وحی کا شوق تھا نہ کہ کسی قسم کی مایوسی۔[۲۰]

اسی طرح اسپرنگر نے آپ کی ذات پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے یہ کہنا کہ کہ نرم دل تھے' درست نہیں ہے' بلکہ وہ اتنے سخت دل تھے کہ انہوں نے ایک قبیلے کے بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر انہیں کھلے میدان میں دھوپ میں پھینک دیا اور وہ بھوکے پیاسے مر گئے۔[۲۱] ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ عکل اور عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور ان کے پیٹ خراب ہو گئے۔ آپ نے انہیں مدینہ سے باہر بیت المال کے اونٹوں کی ایک چراگاہ میں بھیج دیا۔ ایک روایت کے مطابق یہ آٹھ کے قریب افراد تھے۔ انہوں نے وہاں قیام کیا تو صحت مند ہو گئے۔ انہوں اس چراہ گاہ کے نگران صحابی کو اس طرح بے دردی سے قتل کیا کہ ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلاخیں پھیریں' انہیں بھوکا پیاسا پھینک دیا اور بیت المال کے اونٹ ہانک کر بھگا لے گئے۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ان کے پیچھے تقریباً بیس صحابہ کی ایک جماعت کو بھیجا۔ انہوں نے انہیں پکڑا اور مدینہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان صحابی کا قصاص لیتے ہوئے اور بیت المال کے اونٹوں کی لوٹ مار کی سزا کے طور انہیں قتل کرنے کا حکم دیا' بلکہ اُسی طرح قتل کرنے کا حکم دیا جس طرح انہوں نے چراگاہ کے نگران صحابی کو قتل کیا تھا۔[۲۲] عکل اور عرینہ قبیلے کے ان لوگوں کے اس جیسے فعل کو قرآن مجید نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ' فساد فی الارض یعنی دہشت گردی قرار دیا ہے اور اس قسم کے جرائم کے لیے ایسی ہی سخت سزا بیان کی ہے۔ (المائدۃ: ۳۳)

ولیم میور (William Muir) ۱۸۱۹۔۱۹۰۵ء

ولیم میور ایک سکاٹش مستشرق ہے جو ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوا۔ گلاسگو اور ایڈنبرگ کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۳۷ء کو بنگال سول سروس کو جوائن کیا اور شمال مغربی صوبوں کے گورنر کے سیکریٹری کے طور پر اپنی سروس کا آغاز کیا۔ ۱۸۶۵ء میں انڈین گورنمنٹ کا سیکریٹری خارجہ مقرر ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں اسے شمال مغربی صوبوں کا لیفٹیننٹ گورنر بنا دیا گیا۔ ۱۸۸۴ء میں شاہی ایشیائی سوسائٹی (Royal Asiatic Society) کا صدر بنا۔ ۱۸۸۵ء میں ایڈنبرگ یونیورسٹی کا پرنسپل منتخب ہوا اور ۱۹۰۳ء میں ریٹائر ہوا۔ یہیں پر ۱۹۰۵ء میں اس کی وفات ہوئی۔[۲۳]

معروف کتب میں The Life of Mahomet and History of Islam to the Era of

the Hegira ہے' جس کی پہلی دو جلدیں ۱۸۵۸ء اور تیسری' چوتھی جلد ۱۸۶۱ء میں شائع ہوئیں۔ یہی کتاب بعد میں تہذیب و تنقیح کے ساتھ The Life of Mahomet from Original Sources کے نام سے ۱۸۷۸ء میں شائع ہوئی۔ خلافت پر ایک کتاب The Caliphate: Its Rise, Decline and Fall کے نام سے لکھی۔ علاوہ ازیں کتب سیرت اور تاریخ میں Mahomet and Islam اور The Rise and Decline of Islam ہیں۔ ۱۸۹۷ء میں سیرت پر ایک کتاب The Mohammedan Controversy کے نام سے بھی شائع ہوئی۔ (۲۴)

سر ولیم میور کی معروف کتاب The Life of Mahomet ہے۔ ہمارے پاس اس کا ۱۹۲۳ء کا ایڈیشن ہے جو The Life of Mohammad کے نام سے شائع ہوا۔ کتاب کو دو حصوں Mohammad Till The Hijra اور Mohammad At Medina میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب ۳۷ ابواب اور ۵۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

سر سید احمد خان نے اس کتاب کا جواب دینے کی خاطر لندن کا سفر کیا اور '**الخطبات الأحمدية في العرب والسيرة المحمدية**' کے نام سے سر ولیم میور کے رکیک اعتراضات کا جواب دیا۔ یہ کتاب اردو میں 'خطبات احمدیہ' کے نام سے ۱۸۷۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی لندن سے شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر مہر علی نے بھی اپنی کتاب میں ولیم میور کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے۔ ولیم میور اپنے پیش رو اسپرنگر کا خوشہ چیں ہے اگرچہ اس نے سیرت کے موضوع پر مفصل کلام کرتے ہوئے اس کے کام پر اضافہ بھی کیا ہے۔

مستشرقین اس بات کو نہیں مانتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی مکہ آئے تھے اور انہوں نے یہاں حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آباد کیا تھا یا انہوں نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا۔ ان کے بقول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جس بیٹے کی قربانی پیش کی تھی وہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ ولیم میور نے ان خیالات کو جدید اسلوب میں پیش کیا۔ اس کے بقول پہلے پہل مکہ میں بت پرست قبائل آ کر آباد ہوئے جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد ان کے بارہ بیٹے شمالی عرب میں یمن کے علاقے میں آباد ہوئے تھے۔ بعد ازاں یمن سے ان کا ایک قبیلہ مکہ میں آیا اور آباد ہوا۔ (۲۵) ڈاکٹر مہر علی نے اپنی کتاب 'سیرت نبوی اور مستشرقین' میں اس کے اس نقطہ نظر کا خوب رد کیا ہے۔

ڈیوڈ صموئیل مارگولیتھ (David Samuel Margoliouth) ۱۸۵۸۔۱۹۴۰ء

مارگولیتھ ۱۸۵۸ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ چرچ آف انگلینڈ (Church of England) کے ایک متحرک پادری کے طور پر شہرت حاصل کی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ۱۸۸۹ء سے لے کر ۱۹۳۷ء تک عربی زبان کا استاذ رہا۔ اس کا والد یہودی سے عیسائی ہوا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں شاہی ایشیائی سوسائٹی (Royal Asiatic Society) کا ممبر بنا اور ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۷ء تک اس کا صدر رہا۔ عربی کتابوں کی ایڈیٹنگ اور ترجمے کی وجہ سے شہرت حاصل کی یہاں تک کہ مصری شاعر احمد شوقی نے اپنی نظم 'نیل' کا انتساب اس کی طرف کیا۔ معروف کتب میں

Mohammed and the Rise of Islam ہے جو ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۰۷ء میں بنوامیہ اور بنوعباس پر ایک کتاب Umayyads and Abbasids کے نام سے شائع کی۔ ۱۹۱۴ء میں The Early Development of Mohammedanism کے نام سے فقہ اسلامی کی تاریخ پر ایک کتاب مرتب کی۔ ۱۹۲۲ء میں بنوعباس کے زوال پر ایک اور کتاب The Eclipse of the Abbasid Caliphate نام سے شائع کی۔ (۲۶)

ہمارے پاس اس کتاب کا جو نسخہ ہے وہ ۱۹۰۵ء میں نیویارک سے شائع ہوا ہے۔ کتاب ۱۳ ابواب اور ۴۸۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مارگولیتھ بھی اپنے پیش روؤں کا مقلد ہے اور اس کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے خوابوں کو حقیقت سمجھ لیا تھا۔ جو کچھ وہ خواب میں دیکھ رہے تھے' اسے اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ یا کتاب سمجھ رہے تھے اور اس بنیاد پر اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے۔ اس نے اپنی کتاب میں CHAPTER III FIRST DREAMS OF INSPIRATION: ENDING IN THE CONVICTION THAT HE WAS THE PROPHET OF HIS PEOPLE کے عنوان سے باب باندھا ہے۔ (۲۷) اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے سفر معراج کو بھی ایک خواب قرار دیا۔ (۲۸) اس کا کہنا یہ بھی ہے کہ محمد ﷺ نے عیسائیت کے بارے میں زیادہ تر معلومات سفر شام کے دوران وہاں سے حاصل کیں اور انہیں قرآن مجید میں شامل کیا۔ (۲۹) مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر مہر علی نے اس کے نظریات کا کافی وشافی رد اپنی کتاب 'سیرت نبوی اور مستشرقین' میں کیا ہے۔ اس کتاب کو شاہ فہد پرنٹنگ پریس نے شائع کیا ہے اور انگریزی زبان میں ہے۔

ولیم منٹگمری واٹ William Montgomery Watt (۱۹۰۹۔۲۰۰۶ء)

ولیم منٹگمری واٹ William Montgomery Watt (۱۹۰۹۔۲۰۰۶ء) بھی ایک برطانوی مستشرق تھا۔ اسکاٹش چرچ (Scottish Episcopal Church) سے بطور پادری وابستہ رہا۔ اسی طرح ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۹ء تک بطور استاذ علوم اسلامیہ اور عربی زبان' یونیورسٹی آف ایڈنبرگ سے بھی وابستہ رہا ہے۔ یونیورسٹی آف ٹورنٹو اور جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں بھی وزٹنگ پروفیسر رہا ہے۔ منٹگمری واٹ کو آخری مستشرق The Last Orientalist کا خطاب بھی دیا گیا۔ (۳۰)

قرآن مجید پر اس کا ایک مقدمہ Introduction to the Quran کے نام سے ہے جو ۱۹۷۷ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ معروف کتب میں سیرت پر دو کتابیں Muhammad at Mecca اور Muhammad at Medina ہیں جو بالترتیب ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئیں۔ ان دونوں کتابوں کا خلاصہ Muhammad: Prophet and Statesman کے نام سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ کتب میں Islamic Philosophy and Theology اور Islamic Political Thought شامل ہیں۔ (۳۱)

منٹگمری واٹ بھی مشنری عیسائی ہے۔ اگرچہ اپنی تحریروں میں اللہ کے رسول ﷺ کی جا بجا تعریف بھی کرتا

ہے لیکن جب سوال آپ کی نبوت اور رسالت کا ہوتا ہے تو وہاں ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتا۔ ایک جگہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ محمد ﷺ پیغمبر تھے یا نہیں' یہ کہتا ہے کہ وہ تخلیقی نوعیت کے عظیم مفکر اور مصلح تھے جنہوں نے اپنی عرب قوم کو ایک ایسا نظام زندگی دیا جو اس سے بہت بہتر تھا جو ان کے پاس محمد ﷺ کی آمد سے پہلے موجود تھا۔(۳۲) منٹگمری واٹ وہ پہلا مصنف ہے جس نے سیرت پر مستشرقین کو یہ منہج دیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعریفیں خوب کرو لیکن انہیں پیغمبر نہ مانو۔ آج سادہ لوح مسلمانوں کی ایک جماعت ایسے مستشرقین کے آپ ﷺ کے حق میں کلمہ خیر کو بڑے فخر سے بیان کرتی ہے' لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مستشرقین ایک باقاعدہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت محمد ﷺ کی تعریف بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ان کا مقصد یہ ہے کہ محمد ﷺ کو ایک عظیم مفکر' مصلح' مخلص اور محنتی انسان کے طور دنیا میں متعارف کرواد واور دنیا انہیں بس اتنا ہی سمجھے اور ان کی پیغمبرانہ حیثیت کو کسی صورت بھی قبول نہ کرے۔ پروفیسر ڈاکٹر جبل محمد نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ Image of the Prophet Muhammad in the West: A Study of Muir, Margoliouth and Watt میں ولیم میور' مارگولیتھ اور منٹگمری واٹ کے اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے۔(۳۳)

مصادر و مراجع

1- Mohammad Mohar Ali, Sirat al-Nabi and The Orientalists, King Fahad Complex, Madinah, 1997, page. VII-VIII

۲۔ وحید الدین خان' شاتم رسول کا مسئلہ: قرآن وحدیث اور فقہ وتاریخ کی روشنی میں' گڈ ورڈ بکس' نیو دہلی' ۲۰۰۷' ص ۱۱۔۱۲

۳۔ ایضاً: ص ۱۱۔۱۴

4- Unknown, "Aloys Sprenger ", http://en.wikipedia.org/wiki/Aloys_Sprenger (accessed January 6, 2014)

5- Ibid.

6- The prophet was not free from superstition; he believed in jinn, omens and charms, and he had many superstitious habits. The jinn were, according to his opinion, of three kinds: some have wings and fly; others are snakes and dogs; and those of the third kind move about from place to place like men. Again, some of them believed in him, and others did not. (A. Sprenger, Life of Muhammad from Original Sources, Allahabad, Presbyterian Mission Press, 1851, p. 90)

7- Muhammad Ikram Chaghatai, DR. ALOYS SPRENGER (1813-1893) His Life and Contribution to Urdu Language and Literature , http://www.allamaiqbal.com/publications/journals/review/apr95/5.htm (accessed Jan uary 6, 2014)

8- At that very time Jesus cured many who had diseases, sicknesses and evil spirits, and gave sight to many who were blind (Luke: 7: 21)

9- His ideas of omens, however, were more sensible: he admitted lucky omens, but forbad to believe in unlucky ones. (Life of Muhammad p. 91)

10- Up to his fortieth year Mohammad devoutly worshipped the gods of his fathers (Quran: 93: 7). (Ibid., p. 94)

11- When he was forty years of age the first doubts concerning idoltary arose in his mind. The true believers ascribe this crisis to a divine revelation. (Ibid., p. 95)

12- It is likely that the accentric Zayed, whom he must have met in mount Hara, first instilled purer notion respecting God into his mind, and induced him to read the Biblical history. (Ibid., p. 95)

13- He spent the greater part of his time in Hara, and came only occasionally to Makkah for new provisions. Undisturbed meditation increased his excitement, and his over-strained brains were, even in sleep, occupied with doubts and speculations. In one of his visions he saw an angel, who said to him, "Read!". (Ibid., p. 95)

١٤ـ ابن هشام، عبد الملك الحميرى، السيرة النبوية، مطبعة مصطفى البابى الحلبى، مصر، ١٩٥٥ء، ٢٣٥/١

١٥ـ البخارى، محمد بن اسماعيل، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه، باب كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله ﷺ، دار طوق النجاة، ١٤٢٢ھ، ٧/١

16- In the Quran we can trace three phases in the progress of the mind of Mohammad, from idolatry to the formation of a new creed. First, the religion of the Ka'bah, in which he sincerely believed, seems to have formed the principal subject of his meditations...By mystifying the faith of his fathers he tried to reconcile it with the belief in one God. (Life of Muhammad, p. 103)

17- It has been mentioned that the vision, in which he was ordered to read, caused him finally to renounce idolatry...Before the vision he was an idolator; and after the fatrah he possessed the acquaintance with the Scriptural history, which we find in the Qoran. Even after he had declared himself a prophet he shewed, during the beginning of his career, a strong leaning towards, and a sincere belief in, the Scriptures and Biblical legends; but in proportion to his success he seperated himself from the Bible. This is the second phase in the progress of the prophet's mind. (Ibid., p. 104)

18- Disappointed with the Jewish and Christian religions, he began to form a system of faith of his own; and this is the third phase of the transition period. (Ibid.,p. 105)

19- He suffered of halucinations of his senses; and, to finish his sufferings, he several times contemplated suicide, by throwing himself down from a precipice. His friends were alarmed at his state of mind. Some considered it as the accentricities of a poetical genius; others thought that he was a Kahin, soothsayer; but the majority took a less charitable view, and declared that he was insane; and, as, madness and melancholy are ascribed to supernatural influence in the east, they said that he was in the power of Satan and his agents, the jinn. (Life of Muhammad, p. 105)

٢٠ـ صفى الرحمن المباركفورى، الرحيق المختوم، دار الهلال، بيروت، ١٤٢٧ھ، ص٥٧ـ٥٨

21- His actions were, in some instances, as cruel as his poetry: some apostates from his faith were sentenced by him to have their hands and feet cut off, and their eyes pierced with hot iron. In this condition they were thrown on the stony plains of Maydynah. They asked for water, and it was refused to them; and so they died.

Such instances of cruelty are the more characteristic of his fanaticism, as he was naturally mild, and even soft. (Life of Muhammad, p. 91)

۲۲۔ مسلم بن حجاج'المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللّٰہ ﷺ'باب حکم المحاربین والمرتدین' دار إحیاء التراث العربی' بیروت' ۱۲۹۶/۳ ۱۲۹۸۔۱۲۹۶

23- Unknown, William_Muir, http://en.wikipedia.org/wiki/William_Muir(accessed on January 6, 2014).

24- Ibid.

25- The Biography of the Prophet and Orientalists, Mohar Ali, p. 73.

26- Unknown, id_Samuel_Margoliouth, http://en.wikipedia.org/wiki/David_Samuel_Margoliouth (accessed on January 6, 2014).

27- D. S. Margoliouth, Mohammad and the Rise of Islam, New York, 1905, p. 9

28- He dreamed that he was swiftly carried by Gabriel on a winged steed past Medina to the temple at Jerusalem, where a conclave of the ancient Prophets met to welcome him. (Ibid., p. 121)

29- From these remarks we may conclude that, while some information regarding Christianity may have been drawn from Christian slaves or Arabs, Mohammad gained his cheif knowledge of Christianity from Syria, through the same Jewish medium which, at an earlier period, funished the more copious details of Jewish history. (Ibid., p. 158)

30- Unknown, William_Montgomery_Watt http://en.wikipedia.org/wiki/William_Montgomery_Watt (accessed on January 6, 2014).

31- Ibid.

32- Finally, what of our question? Was Muhammad a prophet? He was a man in whom creative imagination worked at deep levels and produced ideas relevant to the central questions of human existence, so that his religion has had a widespread appeal, not only in his own age but in succeeding centuries. Not all the ideas he proclaimed are true and sound, but by God's grace he has been enabled to provide millions of men with a better religion than they had before they testified that there is no god but God and that Muhammad is the messenger of God. (W. Montgomery Watt, Muhammad: Prophet and Statesman, Oxford University Press, 1961, p. 236)

33- Image of the Prophet Muhammad in the West: A Study of Muir, Margoliouth and Watt by Jabal Muhammad Buaben , Islamic Foundation, 2007

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور دعوت وتبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔